مفتی فدا محمد*

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے شرعی احکام

ذرائع مواصلات کی تیز رفتاری نے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کردیا ہے۔دور دراز فاصلوں پر مقیم لوگوں سے رابطے آسان ہوگئے ہیں، تجارت کا دائرہ اس قدر پھیلتا جارہا ہے کہ اسکی وجہ سے پیسوں کی حفاظت، لین دین اور قوم کی ارسال اور ترسیل میں بینک کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔ بینک مختلف قسم کے کارڈز جاری کرتے ہیں اور مقررہ قواعد وضوابط کے مطابق کارڈ ہولڈرز کو سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔اسی سلسلہ میں تین قسم کے کارڈز خاص طور پر قابل ذکر ہیں اے ٹی ایم کارڈ A.T.M Card ڈیبٹ کارڈ Debit Card اور کریڈٹ کارڈ Credit Card پھر کریڈٹ کارڈ کی مختلف کمپنیاں ہیں ۔ویزہ کارڈ اور امریکن ایکسپریس کارڈز وغیرہ۔

اے ٹی ایم کارڈ:

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ اس کے ذریعے وہ اپنے شہر یا کسی دوسرے شہر یا کہیں بھی موجود اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کرسکیں۔اس کارڈ کے ذریعے انسان بینک میں جمع کردہ اپنی رقم سے استفادہ کرتا ہے اس رقم کی حصول کیلئے اسے کوئی معاوضہ نہیں دینا پڑتا ہے۔

اے ٹی ایم کا شرعی حکم:

جہاں تک رقم کی حفاظت اور بوقت ضرورت رقم کی واپسی کی بات ہے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔کیونکہ اس کی حیثیت قرض کی ہے بینک لوگوں سے خواہش کرتا ہے کہ لوگ اسے پیسے دیں اور وہ دینے

---

* مدرس جامعہ رحمانیہ مینئی، صوابی

والے کے حسب خواہش اسے ادا کرے گا لہٰذا بینک کی حیثیت قرض لینے والے کی ہوئی اور کھاتہ دار کی حیثیت قرض دینے والے کی ہوئی ۔نیز اے ٹی ایم کارڈ کی حیثیت قرض کے وثیقہ کی ہوئی کہ قرض دہندہ جب چاہے کارڈ دکھا کر اسے حاصل کرے لہٰذا اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

اس کارڈ میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ یہ رقم دوسرے شہر میں جا کر وصول کرے گا چونکہ اے ٹی ایم کے مراکز ہر جگہ موجود ہوتے ہیں تو حامل کارڈ کہیں بھی جا کر رقم وصول کرسکتا ہے نیز یہ مراکز ہر وقت کھلے رہتے ہیں ۔جس سے کارڈ ہولڈرز کو سہولت ہوتی ہے ضمنی طور پر ایک سہولت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسرے شہر میں گیا ہو اور وہاں رقم کی ضرورت پڑی تو وہاں سے بھی رقم وصول کرسکتا ہے تو دوسرے شہر میں حاصل کرنے کی سہولت شرط کے درجے میں نہیں ۔یہ سفتجہ کی ممنوع صورت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے جس کے بارے میں فقہاء شافعیہ،فقہاء مالکیہ عدم جواز کے قائل ہیں ۔(سفتجہ یہ ہے کہ اس شرط پر کسی کو قرض دے کر وہ دوسرے شہر میں اس کا قرض لوٹا دے) پس اے ٹی ایم کارڈ حاصل کرنے اور اسکی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا ۔بالخصوص موجودہ زمانے میں کہ بھاری رقوم کا ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جانا خطرہ سے خالی نہیں جس میں جان و مال دونوں کا تحفظ مشکوک ہوجاتا ہے لہٰذا اس طرح کی سہولت کا حاصل کرنا ضرورت بھی ہے۔

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card):

ڈیبٹ کارڈ کا حامل اپنی جمع کردہ رقم حاصل کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں یعنی اس کارڈ کے حامل کیلئے ضروری ہے کہ پہلے سے اس کا رقم بینک میں موجود ہو البتہ اسے جو خدمات مہیا کرتا ہے اس کیلئے الگ کوئی اجرت نہیں لیتا صرف کارڈ بناتے وقت اسکی فیس لے جاتی ہے ۔اس کارڈ کے ذریعے تین فائدے حاصل کئے جاتے ہیں۔

☆ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی اس کارڈ کے ذریعے کی جاسکتی ہے

☆ بوقت ضرورت نقد رقم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

☆ بوقت ضرورت رقم کو اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کیا جاسکتا ہے جس کیلئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاسکتی ہے۔

جہاں تک بوقت ضرورت نکالنے کی سہولت ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔رہ گیا

بینک کا اس کی طرف سے قیمت ادا کرنا یا کسی اور وجہ سے کسی دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنا یہ بھی درست ہے اگر کارڈ ہولڈر پر کسی کا قرض ہو اور بینک کے ذریعے قرض ادا کیا جائے تو فقہ کی اصطلاح میں یہ حوالہ ہوگا۔حوالہ سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ دین ہو وہ کسی اور کو اپنی طرف سے دین کی ادائیگی کا ذمہ دار بنادے وہ دوسرا شخص اسکی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرلے (تحويل الدين من ذمة الاصل الحاذمةالمحتال عليه) فتح القدير ۷ ۲۳۸

اور جس شخص کو رقم ادا کیا جارہاہے اگر کارڈ ہولڈر کے ذمہ پہلے سے اسکی رقم باقی نہ ہو تو بینک کی حیثیت اسکی طرف سے وکیل کی ہوگی اور یہ بھی جائز ہے ۔رہ گئی کارڈ کی فیس تو اسمیں بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ خدمت کے بدلے اجرت ہے کہ بینک کارڈ ہولڈر کی خدمت کرکے اسے سہولت میسر کرتا ہے۔علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

يستحق القاضى الاجر على كتب الوثائق قدر مايجوز لغيره كالمفتى (در محتار مع ردالمختار)

قاضی وثیقہ وغیرہ لکھنے پر اس قدر اجرۃ لے سکتا ہے جتنا کہ کسی اور کو دی جاتی ہے جیسا کہ مفتی وغیرہ۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ڈیبٹ کارڈ کا استعمال اور اس سے استفادے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

کریڈٹ کارڈ

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اس سے مراد وہ کارڈ ہے جو جاری کیا جائے تاکہ اس کا حامل اسکے ذریعے اپنی ضرورت کا سامان خرید سکے اور قیمت اسکے ذمہ قرض رہے کریڈٹ کارڈ کی کمپنیاں کئی ہیں جن میں دو مشہور ہیں: 1 ویزا کارڈ 2 امریکن ایکسپریس

کریڈٹ کارڈ دو طرح کے لوگوں کو جاری کیا جاتا ہے ایک اس شخص کو جس کا پیسہ بینک میں جمع ہو۔البتہ وہ اپنی جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔دوسرا وہ شخص جس کا رقم بینک میں جمع نہیں ہے بینک اسکے حالات معلوم کرکے مالی حیثیت متعین کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اسکی سالانہ اور ماہانہ آمدنی کتنی ہے۔اسی مناسبت سے اس کیلئے کارڈ جاری کرتے ہیں اسی کارڈ سے وہی فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔جو ڈیبٹ کارڈ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں ۔اس پر مستزاد ایک سہولت قرض حاصل کرنے کی ہے ایک متعین حد تک کارڈ ہولڈر اپنے کھاتے میں پیسے نہ ہونے کے باوجود رقم لے سکتا ہے اب اگر وہ مقررہ دنوں کے اندر اندر وہ رقم واپس کردے تو اسے مزید کوئی رقم دینی نہیں پڑتی البتہ اگر مقررہ دن سے مدت بڑھ گئی تو یومیہ کے لحاظ سے

مزید رقم ادا کرنی پڑتی ہے نیز کارڈ کے حصول کیلئے اور اسکی تجدید کیلئے فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ جہاں تک حصول کارڈ اور تجدید کارڈ کی فیس کی بات ہے۔تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ یہ بات ڈیبٹ کارڈ کے سلسلے میں گذر گئی ہے۔وہ سہولتیں جو ڈیبٹ کارڈ سے حاصل کی جاسکتی تھی اتنی سہولتیں کریڈٹ کارڈ سے حاصل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر کارڈ ہولڈر کو یقین حاصل ہے کہ بل کی ادائیگی بینک سے مقرر کردہ دنوں کے اندر اندر کرلوں گا تا کہ اس پر سود نہ لگے تو اسمیں کوئی شرعی خرابی نہیں اس سے بھی بہتر صورت یہ ہے کہ پہلے سے بینک کے پاس کچھ رقم رکھوادیں تا کہ جب بھی بل آئے تو وہ خود بخود آپ کے اکاونٹ سے وصول کیا جائے تا کہ سود لگنے کا سرے سے خدشہ ہی نہ رہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کارڈ حاصل کرنے یا اسکی تجدید کا فیس سود ہے لیکن بات ایسی نہیں ہے بینک نے جو کارڈ ایشو کیا ہے اسکی اپنی بھی کچھ قیمت ہوتی ہے پھر اسکے بھیجنے کی پھر ہر پیسے کی حساب و کتاب کی ،ماہانہ بل بھیجنے کی اور آپ کے تاجر سے رابطہ رکھنے کی یہ ساری اجرتیں ہیں۔لہٰذا یہ اجر مثل ہے سود کے زمرے میں نہیں آتی۔قرض کی سہولت حاصل کر کے ہر وقت عدم ادائیگی کی صورت میں جو مستزاد رقم وصول کیا جاتا ہے تو یہ سود کے زمرے میں شمار ہوگا۔

سود خوری کی نفسیات میں یہ بات داخل ہے کہ پہلے قرض دو تا کہ لوگ خوب ہنسی ،خوش نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر لے لیں اور بعد میں اضافہ کے ساتھ لے لو۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرض پر لے جانے والی زائد رقم سود میں داخل ہے سود کا لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام۔لہٰذا اگر کوئی بندہ بر وقت ادائیگی کر کے سود سے اپنے آپ کو یقینی طور پر بچاسکتا ہے تو اس کے استعمال میں حرج نہیں ورنہ اس سے جو جائز سہولتیں حاصل کی جاتی ہیں وہ ڈیبٹ کارڈ سے حاصل کرنا ممکن ہے لہٰذا اس سے بھی بہتر اور محتاط بات یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔

آج کل کے کاروبار کے دائرہ کے وسیع ہوجانے کی بینک کے مختلف کارڈ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس کا استعمال کرے۔(جدید فقہی مباحث، ج ۱،ص ۸۳ تا ۸۹۔انعام الباری ج ۲،ص ۴۹۴، جدید معاملات کے شرعی احکام، ج ۱،ص ۱۴۳)